49016 ـ اللہ تعالی کے لیے عبودیت کی حقیقت

سوال

میں نے سوال نمبر (11804) کے جواب میں پڑھا ہے کہ: انسان کو پیدا کرنے کا مقصد صرف اور صرف اللہ تعالی کی عبادت ہے، تو کیا آپ عبادت کی حقیقت کی وضاحت فرمائیں گے ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

عبادت کی لغوی تعریف:

لغت میں عبادت عاجزی و انکساری اور تابعداری کو کہتے ہیں، عرب کا قول ہے: ھذا الطريق معبد" یعنی زیادہ چلنے اور پاؤں سے زیادہ روندھا ہوا.

لیکن شرعی اصطلاح میں عبادت کا اطلاق دو چیزوں پر ہوتا ہے:

اول:

بندے کا فعل جیسے کوئی شخص نماز ادا کرے یا زکاۃ ادا کرے تو اس کا یہ فعل عبادت کہلائے گا، علماء کرام نے اس کی تعریف اس طرح کی ہے:

اللہ تعالی کی محبت رکھتے ہوئے اور اس کا خوف اور اس سے ثواب کی امید رکھتے ہوئے کوئی فعل کر کے اللہ تعالی کی اطاعت کی جائے یا اس کا حکم مانا جائے اور اس کے منع کردہ کام سے رکا جائے.

دوم:

جس کام کا حکم دیا گیا ہے وہ کام عبادت ہے اگرچہ اسے کوئي بھی ادا نہ کرتا ہو جیسے کہ نماز اور زکاۃ ذاتی طور پر ایك عبادت ہیں، علماء کرام نے اس کی تعریف اس طرح کی ہے:

عبادت ایسا جامع اسم ہے جو ہر چیز جسے اللہ تعالی پسند کرے اور اس پر راضی ہو چاہے وہ اقوال ہوں یا افعال ظاہری ہوں یا باطنی.

ان مامورات کو عبادت کا نام اس لیے دیا گیا ہے کیونکہ مکلف اشخاص ان افعال کو عاجزی و انکساری کے ساتھ اپنے پروردگار کے لیے ادا کرتے ہیں، لهذا الله تعالى کی عبادت کرتے وقت اس کی کمال محبت اور الله سبحانه وتعالى کے سامنے مکمل عاجزی و انکساری کا ہونا ضروری ہے .

اور الله سبحانه وتعالى نے جن و انس کی پیدائش کا مقصد یہ بیان فرمایا ہے کہ وہ صرف اور صرف اس وحده لا شريك کی عبادت کریں، اس مقصد کو بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا :

اور میں نے تو جن و انس کو صرف اور صرف اپنی عبادت کے لیے ہی پیدا فرمایا ہے الذاريات (56).

لهذا ہم اس غرض و غایت اور اس هدف تك کیسے پہنچیں گے؟

بہت سے لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ عبادت اس سے آگے نہیں کہ صرف کچھ اسلامی شعائر کے مجموعہ پر عمل پیرا ہو جائیں جن کا حکم الله تعالى نے ہمیں دے رکھا ہے مثلا نماز، روزہ ، حج اور زكاة وغیرہ اس کے اوقات میں ادا کر دیا جائے تو اسی کو عبادت کہتے ہیں، حالانکہ معاملہ ایسا نہیں جس طرح ان لوگوں نے خیال کر رکھا ہے.

لهذا ان اسلامی شعائر اور عبادات کےکاموں میں دن اور رات کا کتنا حصہ صرف ہوتا ہے؟ بلکہ انسان کی عمر کا کتنا حصہ صرف ہوتا ہے؟

اور پھر اس طرح باقی عمر کہاں؟ اور بقیہ طاقت کہاں؟ اور باقی وقت کہاں صرف ہوا؟ یہ سب کچھ کہاں صرف ہوتا اور کہاں جاتا ہے؟

کیا عبادت میں صرف ہوتا ہے یا پھر کسی اور چیز میں ؟ اگر تو عبادت کے علاوہ کہیں اور صرف ہوتا ہے تو پھر انسانی وجود کی غرض و غایت کس طرح ثابت ہو سکتی ہے جو اس آیت میں بیان ہوئی ہے کہ یہ مکمل اور صرف الله تعالى کی عبادت کے لیے ہے؟

اور پھر الله تعالى کا یہ فرمان کس طرح ثابت ہو گا؟

کہہ دیجئے کہ میری نماز اور میری قربانی اور میری زندگی اور میری موت سب کچھ الله رب العالمين کے لیے ہے الانعام (162).

بلا شبہ عبودیت ایك ایسا قضیہ اور معاملہ ہے جو مسلمان کی مکمل زندگی کو شامل ہے، لهذا جب وہ رزق کی تلاش میں روئے زمین میں گھومتا پھرتا ہے تو یہ رزق کی تلاش اور اس کا گھومنا بھی عبادت ہے کیونکہ الله سبحانه وتعالى نے اسے اس کا حکم مندرجہ ذیل فرمان میں دیا ہے:

ارشاد باری تعالی ہے:

تم اس کی راہوں میں چلتے پھرتے رہو اور اللہ کی روزیاں کھاؤ اور اسی کی طرف تمہیں جی کر دوبارہ اٹھنا ہے الملك (15).

اور جب مسلمان شخص نیند کرتا اور سوتا ہے تو اس لیے کہ اللہ تعالی کی عبادت کے لیے اپنی طاقت بحال کر سکے جیسا کہ معاذ بن جبل رضي اللہ تعالی عنہ کا کہنا ہے:

" میں اپنی نیند میں بھی اسی طرح اجروثواب کے حصول کی نیت کرتا ہوں جس طرح اپنے بیدار ہونے میں اجروثواب کی نیت رکھتا ہوں" صحیح بخاری حدیث نمبر (4342).

یعنی جس طرح قیام اللیل میں اجروثواب کی نیت کرتے اسی طرح نیند میں بھی اجروثواب کے حصول کی نیت کرتے تھے، بلکہ مسلمان شخص تو اس کے علاوہ کسی بات پر راضی ہی نہیں ہو سکتا کہ اس کے نکاح اور کھانے پینے اور نفع حاصل کرنا یہ سب کچھ اس کی حسنات اور نیکیوں میں شامل ہوں، جیسا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نے بھی فرمایا:

" اور تمہارے ہر ایك کے ٹکڑے میں صدقہ ہے ، تو صحابہ کرام نے عرض کي: اے اللہ تعالی کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کیا جب کوئی ہم میں سے اپنی شہوت پوری کرتا ہے تو اس میں اس کے لیے اجر بھی ہے؟ تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" اچھا تم مجھے یہ بتاؤ کہ اگر اسے حرام کام میں استعمال کرے تو کیا اسے گناہ ہو گا؟

تو صحابہ کرام نے عرض کیا: جی ہاں، تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

تو اسی طرح اگر وہ حلال کام میں استعمال کرے تو اسے اجرو ثواب ملے گا"صحیح مسلم حدیث نمبر (1006) .

اور اس عظیم مرتبہ تك پہنچنے کی راہ یہ ہے کہ بندہ اپنے رب اور پروردگار کو ہر حال میں اپنے سامنے رکھے اور زندگی میں وہ جو کام بھی سر انجام دے رہا ہو تو اسے یہ سمجھنا اور اسے یقین ہونا چاہئے کہ اس کا رب اسے دیکھ رہا ہے آیا وہ یہ کام پسند بھی کرتا ہے اور اس سے راضی ہو گا یا ناراض ؟ لھذا اگر وہ کام اللہ تعالی کو راضی کرنے والا ہے اور اسے پسند ہے تو مسلمان کو اس کام پر اللہ تعالی کا شکر اور اس کی تعریف کرنی چاہیے اور خیر وبھلائی کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے اور زیادہ کام کرے.

اور اگر وہ کام اللہ تعالی کی رضا و خوشنودی والا نہیں تو پھر اسے توبہ اور استغفار کرنی چاہیے جیسا کہ متقی اور پرہیز گاروں کا شیوہ اور طریقہ ہے جن کی صفت بیان کرتے ہوئے اللہ تعالی نے فرمایا:

اور وہ لوگ جب کوئي برائی اور فحش کام کا ارتکاب کر لیتے ہیں یا پھر اپنے آپ پر ظلم کر بیٹھتے ہیں تو اللہ تعالی کا ذکر کرتے اور اپنے گناہوں کی بخشش مانگتے ہیں اور اللہ تعالی کے علاوہ کوئی گناہوں کو معاف کرنے والا نہیں ہے، اور انہوں نے جو کچھ کیا ہے اس پر وہ اصرار نہیں کرتے اور انہیں علم ہوتا ہے، یہی لوگ ہیں جن کا بدلہ ان کے رب کی جانب سے مغفرت اور بخشش اور ایسی جنتیں ہیں جن کے نیچے سے نہریں جاری ہیں وہ اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے، اور عمل کرنے والوں کا یہ بہت ہی اچھا بدلہ اور اجروثواب ہے آل عمران (135- 136).

ہمارے اسلاف صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور ان کے بعد میں آنے والوں کی حس میں عبادت اسی طرح تھی انہوں نے کبھی بھی تعبدی شعائر کے دائرے میں اس عبادت کو محصور کر کے نہیں رکھا تھا کہ ان لحظات جن میں وہ ان دینی پر شعائر کو سرانجام دیتے صرفانہیں ہی عبادت گردانیں اور یہی لحظات عبادت کے ہوں، اور ان کی زندگی کے باقی اوقات عبادت سے خارج ہوں، ایسا نہیں تھا بلکہ ان میں سے ہر ایك کی مکمل زندگی عبادت تھی، یہ دینی شعائر تو ایسے خاص لحظات ہیں کہ ان کی ادائیگی کے لحظات و اوقات میں انسان کی ایمانی طاقت میں اضافہ ہوتا ہے جو اس سے باقی مطلوبہ عبادات کی ادائیگی میں ممد و معاون ثابت ہوتے ہیں.

اور اسی لیے وہ اس کا خاص اہمتام کرتے اور خیال رکھتے تھے جس طرح ایك مسافر اپنے زاد راہ کا خیال کرتا ہے جو اس کے سفر میں ممد و معان ثابت ہو اور اس لحظے کا خاص کر خیال کرتا ہے جس میں اسے یہ زاد راہ ملنا ہو.

وہ حقیقتا ایسے ہی تھے جس طرح ان کے رب نے ان کی صفات بیان کرتے ہوئے فرمایا:

وہ اٹھتے بیٹھتے اور اپنے پہلؤں کے بل بھی اللہ تعالی کا ذکر کرتے ہیں آل عمران (191) .

یعنی وہ اپنی ہر حالت میں اپنی زبان کو اللہ تعالی کے ذکر سے تر رکھتے تھے اور اس کےساتھ دل کو بھی جمع کرتے اور ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالی کی خشیت اور اس کا ڈر اورخوف ہر وقت ان کے دل میں حاضر اور موجود رہتا جب بھی کوئی عمل کرتے وہ اس خوف اور ڈر کو اپنے دل میں رکھتے، یا پھر کوئی بات بھی کرتے تو پھر بھی اللہ تعالی کی عظمت ان کے دل میں ہوتی اور خوف چھایا رہتا تھا، لھذا ان میں سے جب کوئی غافل ہو جاتا یا غلطی کر بیٹھتا تو ان کا حال بالکل ایسا ہی ہوتا جیسا کہ اللہ تعالی نے مندرجہ بالا سورۃ آل عمران کی آیات میں بیان فرمایا ہے .

اللہ تعالی آپ کو توفیق سے نوازے آپ یہ علم میں رکھیں کہ ہر انسان اپنی فطرت کے ساتھ عبادت کرتا ہے، یعنی وہ فطرتی طور پر عبادت کے لیے ہی پیدا ہوا ہے یا تو وہ بغیر کسی شریك کے صرف اللہ تعالی ہی کی عبادت کرتا ہے یا پھر اللہ تعالی کے علاوہ کسی اور کی عبادت کرنے لگ جاتا ہے، لھذا اللہ تعالی کے ساتھ کسی اور شریك کرنے والا اور اللہ کے علاوہ کسی اور کی عبادت کرنے والا دونوں ہی برابر ہیں! اور اللہ تعالی نے اس عبادت کو" شیطان کی عبادت " کا نام دیا ہے، کیونکہ اس نے شیطان کی دعوت کو قبول کرتے ہوئے اس کی بات پر لبیك کہا ہے.

فرمان باری تعالی ہے:

اے آدم کی اولاد کیا میں نے تم سے یہ عہد نہیں لیا کہ تم شیطان کی عبادت نہ کرنا بلا شبہ وہ تمہارا کھلا اور واضح دشمن ہے، اور تم صرف میری ہی عبادت کرو یہی سیدھا راہ ہے یس (60).

اور صرف اللہ تعالی کی عبادت کرنے والے اور شیطان کی عبادت کرنے والے شخص کی زندگی برابر نہیں ہو سکتی:

فرمان باری تعالی ہے:

اچھا وہ شخص زیادہ ہدایت والا ہے جو اپنے چہرے کے بل اوندھا ہو کر چلے یا وہ جو سیدھا (پاؤں کے بل) راہ راست پر چل رہا ہو الملك (22).

اور ایك مقام پر ارشاد باری تعالی ہے:

کہہ دیجئے کیا نابینا اور آنکھوں والا برابر ہو سکتا ہے ؟ یا کیا اندھیرے اور روشنی برابر ہو سکتی ہیں؟ الرعد (16).

اور شیطان تو انسان کو اللہ تعالی کی عبادت سے دور کرنے کے لیے بہت سے حیلے اور کوششیں کرتا ہے اور اس میں بتدریج اسے دور کرنے کی کوشش کرتا ہے، بعض اوقات تو اسے عبادت سے وقتی طور پر دور کرتا ہے جیسا کہ کوئی شخص معصیت اور گناہ کا مرتکب ہو تا ہے، اسی کے بارہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

" جب زانی زنا کرتا ہے تو وہ مومن نہیں ہوتا، اور چور جب چوری کرتا ہے تو وہ مومن نہیں ہوتا... " صحیح بخاری حدیث نمبر (2475) صحیح مسلم حدیث نمبر (57) .

اور بعض اوقات شیطان اسے مکمل طور پر عبادت سے دور کردیتا ہے اور اللہ تعالی اور بندے کے مابین جو تعلق ہوتا ہے اسے ختم کر کے رکھ دیتا ہے تو بندہ اللہ تعالی کے ساتھ شرك یا پھر کفر اور الحاد کا ارتکاب کرنا شروع کردیتا ہے، اللہ تعالی اس سے بچا کر رکھے.

اور شیطان کی یہ عبادت بعض اوقات تو خواہشات کی پیروی ہوتی ہے جیسا کہ اللہ سبحانہ وتعالی نے فرمایا:

کیا آپ نے اسے بھی دیکھا جو اپنی خواہش نفس کو اپنا الہ اور معبود بنائے ہوئے ہے، کیا آپ اس کے ذمہ دار ہو سکتے ہیں؟ الفرقان (43).

لھذا یہ شخص جو اپنی خواہش کے حکم کو مانتا اور اس پر عمل کرتا ہے جسے وہ اچھا اور بہتر دیکھتا ہے اس پر عمل پیرا ہو جاتا اور جسے اپنی رائے میں قبیح اور غلط خیال کرے اس ترك کردیتا ہے، لھذا وہ اپنے نفس کی

خواہشات کے پیچھے چلتا اور اس کا مطیع بن چکا ہے، وہ اسی چیز کی پیروی کرتا ہے جس کا حکم اس کا نفس دے گویا کہ وہ اس کی اس طرح عبادت کرتا ہے جس طرح ایك شخص اپنے الہ اورمعبود کی عبادت کرے.

اور بعض اوقات روپے پیسے اور درہم و دینار کی عبادت ہوتی ہے جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

" دینار اور درہم اور قمیص و لباس کا بندہ تباہ وبرباد ہو جائے اگر تو اسے کچھ دے دیا جائے تو وہ خوش اور راضی ہوتا ہے اور اگر اسے کچھ نہ ملے تو ناراض ہوتا ہے، تباہ برباد اور ہلاك ہو، اور جب اسے کانٹا چبھے تو اس کا کانٹا بھی نہ نکالا جائے...." الحدیث .صحیح بخاری حدیث نمبر (2887).

اور اسی طرح ہر وہ شخص جس کا دل اللہ تعالی کے علاوہ دوسری اشیاء اور نفس کی خواہشات سے معلق ہو چکا ہو اور ان سے محبت کرنے لگے اگر وہ خواہشات اسے حاصل ہو جائیں تو وہ راضی ہو جاتا ہے اور اگر ان کا حصول نہ ہو تو ناراض ہوتا ہے، لھذا ایسا شخص خواہشات کا بندہ اور غلام بن چکا ہے، کیونکہ حقیقی غلامی اور بندگی تو دل کی غلامی اور اس کی عبودیت ہے .

پھر جس قدر ان خواہشات کے پیچھے چلے اور ان کی عبادت کرے گا یا بعض خواہشات کو مانے گا اس قدر ہی اس کی اللہ تعالی کے لیے عبودیت اور بندگی بھی کمزور ہو گی، اور اگر اس کی ان خواہشات اور شہوات کی عبودیت مستحکم ہو حتی کہ اسے کلیتا ہی دین سے روك دے تو وہ شخص مشرك اور کافر ہے، اور اگر یہ خواہشات اور شہوات اسے بعض واجبات اور فرائض سے روك دیں یا پھر بعض حرام کاموں کو اس کے مزین کر کے پیش کریں جن کا مرتکب دین اسلام سے خارج تو نہیں ہوتا لیکن اپنے رب کے ساتھ عبودیت اور بندگی میں نقص ضرور پیدا ہوتا ہے اور یہ نقص اس قدر ہی ہو گا جس قدر اس سے رکے گا.

اللہ تعالی سے ہماری دعا ہے کہ وہ ہم پر احسان کرتے ہوئے ہمیں مکمل طور پر اپنی ہی بندگی کرنے کی توفیق سے نوازے اور اپنے مخلص اور نیك و صالح اور اولیاء اور مقرب بندوں میں سے بنائے، بلا شبہ وہ سننے والا اور دعا کو قبول کرنے والا ہے.

اللہ تعالی ہی زیادہ جاننے والا اور بہتر فیصلے کرنے والا ہے.

اللہ تعالی اپنے اور نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی آل اور صحابہ کرام پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے.

اس کی مزید تفصیل کے لیے مندرجہ ذیل کتابوں کا مطالعہ ضرور کریں.

مفاہیم ینبغی ان تصحح تالیف: محمد قطب (20- 23 ، 174-182) اور العبودیۃ تالیف: شیخ الاسلام ابن تیمیہ .

والله اعلم